فتنۂ شرک و بدعت اور اتحاد اسلامی

از مہدی الرضوی

گذشتہ سے پیوستہ

ایمان : ـ گزشتہ قسط میں ناچیز نے شرک اور اسکی مختلف نوعیت پر ایک اجمالی نظر ڈالی ہے اور موجودہ قسط ایمان پر مشتمل ہے ۔ ایمان کی پہلی منزل کو لفظ اسلام سے جانا جاتا ہے ۔ توحید اور رسالت کے اقرار سے انسان دائرہ اسلام میں قدم رکھ دیتا ہے اور قلعۂ اسلام کے اندر قدم رکھتے ہی وہ عالمی برادری و اخوت اسلامی کا ایک ممبر ہو جاتا ہے اور اس کی جان و مال اور آبرو کے تحفظ کی ضمانت اللہ کی طرف سے ہو جاتی ہے ۔ قرآن نے مسلمان کی تعریف یوں بیان کی ہے : وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ لِلّٰهِ فَهُوَمُسْلِمٌ یعنی جس نے اللہ کے آگے اپنی پیشانی ڈال دی وہ مسلمان ہو گیا ۔ پیشانی ڈالنا ایک معروف محاورہ ہے جس کے معنی ہیں COMPLETE SURRENDER یا نظام اسلام پر چلنے کا مصمم اقرار و اعلان ۔ اسلام کی ابتدا کلمہ طیبہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّاللہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ یعنی خدائے وحدہ لا شریک کی الہیّت (قابل پرستش ہونا)اور محمّد(ص) کی رسالت سے ہوتی ہے ۔ باب مدینۃ العلم علی بن ابی طالب (ع) نے اسلام کی تعریف (۱) یوں بیان فرمائی ہے :

لَانْسُبَنَّ الْاِسْلَامَ نِسْبَۃً لَمْ يَنْسُبْهَااَحَدٌ قَبْلِی ۔

اَلْاِسْلَامُ ھُوَالتَّسْلِيْمُ ٭

وَالتَّسْلِيْمُ ھُوَالْيَقِيْنُ

وَالْيَقِيْنُ ھُوَالتَّصْدِيْقُ وَالْاِقْرَارُ

وَالْاِقْرَارُ ھُوَالْاَدَاءُ

وَالْاَدَاءُ ھُوَالْعَمَلُ

میں اسلام کی وہ تعریف بیان کرتا ہوں جو مجھسے پہلے کسی نے نہیں کی ۔ اسلام کے معنی تسلیم ہے ،

اور تسلیم کے معنی ہے یقین ، اور یقین دراصل تصدیق ہے اور تصدیق سے مراد اقرار ہے ،

اور اقرار کا لازمی نتیجہ اداء ہے اور اداء عمل کو کہتے ہیں ۔

مولا علی (ع) کے :کورہ بالا قول کا خلاصہ ہے کہ اسلام نام ہے اقرار ، یقین اور عمل کا ۔ اسی لئے فقہائے اسلام نے اسلام کی تعریف اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَالْعَقْدُ با الْجِنَانِ وَالْعَمَلُ بِالْاَرْكَانِ [یعنی زبان سے

بات وحشی شکار ہے جو ایک سے چھوٹ جاتا ہے تو دوسرا اسے پکڑ لیتا ہے۔

حق کا اقرار اور دل سے اسکا یقین اور ہاتھ پیر سے اس پر عمل) سے کی ہے ۔

یہی اسلام جب تکامل (PERFECTION) کی منزلیں طے کرتا ہوا "تسلیم و رضا" یا فنا فی اللہ ، کی منزل تک پہنچتا ہے تو ندائے غیبی اسے آواز دیتی ہے یَا اَیَّتھا النّفس المُطمَئِنَّة ارجِعِی اِلیٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً یعنی "اے نفس مطمئنہ ! پلٹ آ اپنے رب کی طرف اپنی رضا اور خوشنودی سے" یہ وہ منزلِ ایمان ہے جہاں ملائکہ بھی اس مردِ مؤمن کی ہم جلیسی کے مشتاق ہوتے ہیں ، عروس جنّت اسکے لئے سجائی جاتی ہے اور ملک الموت بھی قبض روح کے لئے اسکی رضا و اذن کا طالب ہوتا ہے بفحوائے امر الٰہی "رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً"۔ ایمان کی یہ وہ معراج ہے جہاں عقل انسانی مبہوت ہوجاتی ہے اور ضعیف العقیدہ کا ایمان خطرہ میں پڑجاتا ہے ۔

تکامل کی منزلیں زبان فقہ میں "ایمان" سے معنون ہوتی ہیں اور شارع اسلام (ص) اور آنحضرت (ص) کے خلفاء (ائمۂ اثناء عشر) نے اپنی اپنی لفظوں میں وقتاً فوقتاً ، پروانگانِ شمع توحید و رسالت کے شوق میں اضافہ کی خواطر ، ان منازل کی تشریح فرمائی ہے ۔ یہاں یہ وضاحت کردینا ضروری ہے کہ ایمان ، اسلام سے الگ یا مختلف کوئی چیز نہیں ہے ، بلکہ یہ اسلام کی پختگی اور صداقت کی طرف سفر کا نام ہے ۔

کسی شخص نے مولا علی ابن ابی طالب (ع) سے دریافت کیا ، ایمان کسے کہتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا کل آنا تو میں لوگوں کے سامنے بیان کرونگا ، کہ اگر تم بھول جاؤ تو دوسرے یاد دلائیں ، کیونکہ بات وحشی شکار ہے جو ایک سے چھوٹ جاتا ہے تو دوسرا اسے پکڑ لیتا ہے ۔ دوسرے روز جب لوگ جمع ہوئے تو حضرت نے فرمایا (۲)

الایمَانُ علی اَرْبَعَةِ دَعائِمَ ۔

عَلی الصَّبْرِ وَالیَقِیْنِ وَالعَدْلِ وَالجِهَادِ

(۱) وَالصَّبْرُ مِنهَا عَلی اَرْبَعِ شُعَبٍ :

(الف) عَلی الشَّوقِ ،

(ب) وَالشَّفَقِ ،

(ج) وَالزُّهْدِ ،

(د) وَالتَّرَقُّبِ :

ایمان کے چار ستون ہیں ۔ صبر ۔ یقین ، عدل اور جہاد ۔

(۱) صبر کے چار شعبے ہیں :

(الف) شوق ،

(ب) خوف ،

(ج) زہد ، اور

(د) امید

فَمَنِ اشْتَاقَ اِلَی الجَنَّةِ سَلاَعَنِ الشَّهَوَاتِ

وَمَنْ اَشْفَقَ مِنَ النَّارِاجْتَنَبَ المُحَرَّمَاتِ ۔

وَمَنْ زَهَدَ فِی الدُّنْیَا اِسْتَهَانَ بِالمُصِیبَاتِ

وَمَن ارْتَقَبَ الْمَوتَ سَارَعَ فِی الْخَیْرَاتِ۔

تو جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ خواہشات نفسانی سے الگ ہوجاتا ہے۔ اور جسے آتش جہنم کا خوف ہوتا ہے وہ حرام سے بچتا ہے۔

اور جو دنیا سے زہد کرتا ہے اس کے لئے مصائب آسان ہوجاتے ہیں۔ اور جسے موت کی امید ہوتی ہے وہ عجلت کرتا ہے۔

(۲) وَالْیَقِیْنُ مِنْهَا عَلٰی اَرْبَعِ شُعَبٍ:

(الف) عَلٰی تَبْصِرَةِ الْفِطْنَةِ،

(ب) وَتَاوُّلِ الْحِکْمَةِ،

(ج) وَمَوْعِظَةِ الْعِبْرَةِ،

(د) وَسُنَّةِ الْاَوَّلِیْنِ،

(۲) اور یقین کے بھی چار شعبے ہیں:۔

(الف) نکتہ رس نگاہ، اور

(ب) حکیمانہ امور کی تاویل، اور

(ج) عبرتوں سے سیکھ (سبق لینا)، اور

(د) سنّت اوّلین

فَمَن تَبَصَّرَ فِی الْفِطْنَةِ تَبَیَّنَتْ لَهُ الْحِکْمَةُ وَمَنْ تَبَیَّنَتْ لَهُ الْحِکْمَةُ عَرَفَ الْعِبْرَةَ وَمَنْ عَرَفَ الْعِبْرَةَ فَکَاَنَّمَا کَانَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ۔

پس جس نے سخت گتھیوں پر تبصرہ کیا اس نے حقیقت و حکمت کو پا لیا۔

جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ خواہشات نفسانی سے الگ ہوجاتا ہے اور جسے آتش جہنم کا خوف ہوتا ہے وہ حرام سے بچتا ہے۔

اور جس نے گتھی کو سلجھا لیا اس نے نصیحت کو پالیا۔

اور جس نے عبرتوں کو سمجھ لیا وہ گویا صف اوّل کے لوگوں میں ہوگیا۔

(۳) وَالْعَدْلُ مِنْهَا عَلٰی اَرْبَعِ شُعَبٍ:

(الف) عَلٰی غَائِصِ الْفَهْمِ،

(ب) وَغَوْرِالْعِلْمِ،

(ج) وَزَهْرَةِ الْحُکْمِ،

(د) وَرَسَاخَةِ الْحِلْمِ؛

(۳) اور عدل کے چار شعبے ہیں:

(الف) باریک بین سمجھ

(ب) تدبر علمی،

(ج) فیصلوں کی خوبی، اور

(د) حلم کی پائداری (جزبات میں آنا)

فَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ غَوْرَالْعِلْمِ

پس جس نے فہم و فراست سے کام لیا اس نے تدبر علمی کا ملکہ حاصل کر لیا۔

وَمَنْ عَلِمَ غَوْرَالْعِلْمِ صَدَرَ شَرَائِعَ الْحُکْمِ

اور جس نے تدبرعلمی کا ملکہ حاصل کر لیا اس نے صحیح فیصلے جاری کر دئے۔

وَمَنْ حَلُمَ، لَمْ یُفَرِّطْ فِیْ اَمْرِهٖ وَعَاشَ فِی النَّاسِ حَمِیْدًا

اور جس نے جزبات پر کنٹرول بنائے رکھا وہ حد سے آگے نہیں بڑھا اور لوگوں کے درمیان قابل تعریف رہا۔

(۴) وَالْجِهَادُ مِنْهَا عَلٰی اَرْبَعِ شُعَبٍ:

(الف) عَلٰی الْاَمْرِبِالْمَعْرُوْفِ،

(ب) وَالنَّهْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ،

(ج) وَالصِّدْقِ فِی الْمَوَاطِنِ،

(د) وَشَنَآنِ الْفَاسِقِیْنَ۔

(۴) اور جہاد کے بھی چار شعبے ہیں:

(الف) امر بالمعروف

(ب) نہی عن المنکر،

(ج) مشکل مواقع پر بھی سچائی پر قائم رہنا، اور

(د) بدکاروں سے دشمنی۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)